اَدبیات

غزل

(جناب عامر صاحب عثمانی)

کھل کر بھی عیاں وہ ہو نہ سکے چھپنا بھی گوارا ہو نہ سکا ان کی ہی تجلی عام ہوئی ان کا ہی نظارا ہو نہ سکا
نظروں کو شکستِ فاش ہوئی دیدار کا یارا ہو نہ سکا لیکن یہ بڑا کافر دل ہے مایوسِ نظارا ہو نہ سکا
ویسے تو کسی کے دامن تک بس ایک اشارہ کافی تھا پاکیزگیِ دامن کی قسم بس ایک اشارا ہو نہ سکا
اِک آگ سی پیہم آٹھ پہر، رگ رگ میں سلگتی ہے لیکن آنسو یہ کہاں سے آتے ہیں کیوں خشک یہ دھارا ہو نہ سکا
اِک وہ کہ بھیانک طوفاں میں تنکوں کے سہارے تیر گئے اک ہم کہ ہماری کشتی کا ساحل بھی کنارا ہو نہ سکا
قسمت کی نوازش تھی جن پر خورشید کی ضو سے چاند بنے ذرّے کو ضیا دی سورج نے لیکن وہ ستارا ہو نہ سکا
فریاد! کہ ان کو پاکر بھی محسوس کچھ ایسا ہوتا ہے جو دردِ نہاں تھا سینے میں اس درد کا چارا ہو نہ سکا
ناموسِ الم کا داغ بنی وہ آہ جو آندھی بن نہ سکی توہینِ مذاقِ غم ٹھیرا جو اشک شرارا ہو نہ سکا
ہیں غنچہ و گل بھی خوب مگر وہ عارضِ رنگیں کیا کہیے کوئی بھی صحیفہ قدرت کا قرآن کا پارا ہو نہ سکا
اے وائے یہ پیہم ناکامی اے وائے یہ پیہم امیدیں جینا بھی گوارا ہو نہ سکا مرنا بھی گوارا ہو نہ سکا
اوروں پہ بھروسہ کیا کرتے اوروں کا سہارا کیا لیتے آغوش میں پالا تھا جس کو وہ دل بھی ہمارا ہو نہ سکا

دیکھا ہے یہ اکثر اے عامر جینے کے فدائی جی نہ سکے
مرنے کی دعائیں کیں جس نے اللہ کو پیارا ہو نہ سکا